امام اعظم ابوحنیفہ کے نامور اساتذہ

سید شاہ تراب الحق قادری

امام اعظم رضی اللہ عنہ نے علم فقہ کے حصول کے لئے حضرت امام حماد رضی اللہ عنہ کے حلقۂ درس سے وابستگی اختیار کی۔ اس دوران آپ علم حدیث کے حصول کے لئے دنیائے اسلام کے نامور محدثین کرام کی خدمت میں حاضری دیتے رہے کیونکہ فقہی مسائل کی مجتہدانہ تحقیق کے لئے علم حدیث کی تحصیل وتکمیل از حد ضروری تھی۔

امام ابوحفص کبیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں، ہمارے زمانے میں یہ اختلاف ہوا کہ امام ابوحنیفہ اور امام شافعی میں سے کون افضل ہے؟ (رضی اللہ عنہما) یہ طے ہوا کہ دونوں کے مشائخ واساتذہ شمار کر لئے جائیں، جس کے مشائخ زیادہ ہوں وہ افضل ہے۔ چنانچہ امام شافعی رضی اللہ عنہ کے اساتذہ اسی (۸۰) شمار ہوئے جبکہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کے اساتذہ کی تعداد چار ہزار تک پہنچ گئی۔ (مناقب للموفق: ۶۴)

اور بعض نے کہا ہے کہ یہ چار ہزار شیوخ تابعین میں سے تھے۔ اب آپ خود سوچئے کہ ان کے سوا اور کتنے ہوں گے۔ (الخیرات الحسان: ۸۳)

علامہ موفق رحمہ اللہ نے اسی باب میں امام اعظم رضی اللہ عنہ کے ۲۴۴ اساتذہ کرام کے نام تحریر کئے ہیں جبکہ علامہ محمد بن یوسف شافعی رحمہ اللہ نے عقود الجمان میں امام اعظم رضی اللہ عنہ کے ۳۲۴ مشائخ کے نام لکھے ہیں۔

علامہ جلال الدین سیوطی شافعی رحمہ اللہ نے آپ کے مشائخ میں تابعین وتبع تابعین سے ۴۷ حضرات کے نام لکھے ہیں جن سے آپ نے احادیث روایت کی ہیں جبکہ سات صحابہ کرام کے نام تحریر کئے ہیں۔ (تبییض الصحیفہ: ۱۳)

آپ کے معروف اساتذہ حضرت ابراہیم نخعی اور حضرت حماد بن ابی سلیمان رضی اللہ عنہما کا ذکر ہم اگلے عنوان "فقہ حنفی کا سلسلہ" کے تحت کریں گے۔ یہاں ہم آپ کے بعض نامور اساتذہ کرام کا مختصر ذکر کرتے ہیں:

امام محمد بن علی باقر رضی اللہ عنہما:

آپ امام حسین بن علی رضی اللہ عنہم کے پوتے ہیں۔ آپ نے اپنے والد امام زین العابدین، حضرت ابن عباس، حضرت عائشہ، حضرت ام سلمہ وغیرہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے حدیث سماعت فرمائی۔ آپ کو وسیع العلم اور کثیر الحدیث ہونے کی وجہ سے باقر العلوم کہا جاتا تھا۔ آپ کے فقیہ اور محدث ہونے پر امام نسائی رحمہ اللہ اور دیگر اکابر محدثین نے گواہی دی۔ آپ کو سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما سے بڑی محبت تھی۔ آپ کا ارشادِ گرامی ہے:

> ''میں ان لوگوں سے بیزار ہوں جو ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما سے بغض رکھتے ہیں اور اہل بیت کی محبت کا دعویٰ کرتے ہیں کیونکہ میں نے اپنے اہل بیت میں سے ہر کسی کو ان سے محبت کرتے ہوئے پایا ہے۔''

امام اعظم رضی اللہ عنہ نے امام محمد بن علی بن حسین بن علی المعروف امام محمد باقر رضی اللہ عنہم سے بھی اکتسابِ فیض کیا۔ ایک بار ان کی خدمت میں حاضر ہوئے تو امام باقر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ابوحنیفہ! ہم سے کچھ پوچھیے۔ آپ نے چند سوالات دریافت کئے اور پھر اجازت لے کر وہاں سے رخصت ہوئے تو امام باقر رضی اللہ عنہ نے حاضرین سے فرمایا:

> ''ابوحنیفہ کے پاس ظاہری علوم کے خزانے ہیں اور ہمارے پاس باطنی و روحانی علوم کے ذخائر ہیں۔'' (مناقب للموفق: ۹۲)

امام ابن عبدالبر رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ جب امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ امام باقر رضی اللہ عنہ سے علمی گفتگو کر کے رخصت ہوئے تو امام باقر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''ان (ابوحنیفہ) کا طریقہ اور انداز کتنا اچھا ہے اور ان کی فقہ کتنی زیادہ ہے۔'' امامِ اعظم رضی اللہ عنہ نے امام باقر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت لی ہے کہ امام باقر محمد بن علی رضی اللہ عنہما نے فرمایا: حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے جنازے کے پاس گئے اور جنازے پر چادر پڑی ہوئی تھی۔ آپ نے فرمایا، کوئی شخص ایسا نہیں ہے کہ میں اس کا نامۂ اعمال لے کر اللہ کے پاس جاؤں سوائے اس چادر پوش کے (یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نامۂ اعمال پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فخر تھا)۔'' (سوانح بے بہائے امام اعظم: ۱۹۵)۔

☆اعمال الکلام اولی من اھمالہ☆ کلام پر عمل کرنا اسے مہمل چھوڑنے کی نسبت اولیٰ ہے☆

۱۱۸ھ میں آپ نے وصال فرمایا۔ امام اعظم رضی اللہ عنہ کی آپ سے پہلی ملاقات کے وقت کی گفتگو بہت مشہور ہے جو کہ پہلے مذکور ہو چکی۔

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ:

آپ امام باقر رضی اللہ عنہ کے بیٹے اور امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے پوتے ہیں۔ آپ کے شاگردوں میں امام اعظم کے علاوہ امام مالک، سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ، یحیٰی بن سعید، ابن جریج وغیرہ رضی اللہ عنہم کئی اکابر محدثین شامل ہیں۔ آپ بے حد متقی اور مستجاب الدعوات تھے۔ بلاوضو کبھی حدیث روایت نہ کرتے۔ ایک بار امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے چند مسائل پر گفتگو ہوئی تو فرمایا: ''یہ شخص بڑا عالم وفاضل اور فقیہ ہے۔'' ۱۴۸ھ میں آپ کا وصال ہوا۔

امام اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بار میں مدینہ منورہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے مجھے اپنے بالکل قریب بٹھا لیا۔ میں نے عرض کی، آپ کا حضراتِ ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے متعلق کیا نظریہ ہے؟ کیونکہ بعض لوگ آپ پر الزام لگاتے ہیں کہ آپ ان سے بیزاری کا اظہار کرتے ہیں۔

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رب کعبہ کی قسم! یہ لوگ جھوٹے ہیں اور جھوٹ بولتے ہیں۔ اے ابوحنیفہ! کیا تمہیں معلوم نہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی ام کلثوم بنت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نکاح میں دیا تھا۔ کیا تم نہیں جانتے کہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے نانا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سید الانبیاء اور ان کی نانی سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ام المؤمنین ہیں اور ان کے بھائی حسن وحسین رضی اللہ عنہما جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔ اگر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے نکاح کے اہل نہ ہوتے تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کبھی اس پر راضی نہ ہوتے۔ (ایضاً: ۴۱۶)

علماء نے فرمایا ہے کہ جس طرح حضرت داؤد طائی رحمہ اللہ طریقت میں حضرت حبیب عجمی رحمہ اللہ کے مجاز اور خلیفہ ہیں اسی طرح آپ امامِ اعظم کے بھی مجاز اور خلیفہ ہیں۔ اور اسی طرح امامِ اعظم رضی اللہ عنہ بھی طریقت میں امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے مجاز اور خلیفہ ہیں۔ آپ نے سلوک وطریقت کے مراحل امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے دو سال میں طے کئے ہیں پھر فرمایا ہے:

☆التاسیس خیر من التاکید ☆ تاسیس تاکید کی نسبت بہتر ہوتی ہے☆

لَوْلاَ السَّنَتَانِ لَهَلَكَ النُّعْمَانُ ۔"اگر یہ دو سال نہ ہوتے تو نعمان ہلاک ہو جاتا۔" (مقدمہ سوانح بے بہائے امام اعظم:۳۱)

امام قاسم بن محمد رضی اللہ عنہ:

آپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پوتے ہیں۔ مدینہ منورہ کے سات مشہور فقہاء میں سے ایک ہیں۔ علم وعمل میں تمام اہل مدینہ سے افضل مانے جاتے تھے۔ یحییٰ بن سعید رحمہ اللہ کا قول ہے کہ قاسم بن محمد سے زیادہ ہم نے کسی کو افضل نہ پایا۔ آپ حدیث میں اپنے والد محمد بن ابوبکر، اپنی پھوپھی حضرت عائشہ، عبداللہ بن مسعود، ابن عمر، ابن عباس، ابو ہریرہ، امیر معاویہ وغیرہ کثیر صحابہ رضی اللہ عنہم کے شاگرد ہیں۔

آپ کے شاگردوں میں امام شعبی، سالم بن عبداللہ، امام زہری، امام اعظم اور دیگر سینکڑوں تابعین وتبع تابعین رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔ آپ زیادہ وقت خاموش رہتے اور احادیث کی روایت کم کرتے۔ اکثر وقت عبادتِ الٰہی میں گزارتے۔ آپ کا وصال ۱۰۱ھ یا ۱۰۲ھ میں ہوا۔

حضرت امام شعبی رضی اللہ عنہ:

امام شعبی رضی اللہ عنہ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ آپ نے پانچ سو صحابہ کرام کا دیدار کیا۔ یہی وہ بزرگ ہستی ہیں جنہوں نے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو علمِ دین کے حصول کی طرف راغب کیا تھا۔

علم وفضل کا یہ عالم تھا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک بار آپ کو مغازی کا درس دیتے سنا تو فرمایا: "واللہ یہ شخص اس فن کو مجھ سے اچھا جانتا ہے۔"

امام زہری فرماتے تھے: "عالم صرف چار ہیں۔ مدینہ میں سعید بن مسیب، بصرہ میں حسن بصری، شام میں مکحول اور کوفہ میں شعبی۔" رضی اللہ عنہم اجمعین۔

آپ اعلیٰ درجہ کے فقیہ اور مفتی تھے۔ امام ابن سیرین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ امام شعبی رضی اللہ عنہ صحابہ کرام کی کثیر تعداد کے سامنے فتویٰ دیا کرتے تھے۔

اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ آپ کا فرمانِ عالی شان ہے، "بیس

سال ہو چکے ہیں کہ کسی محدث سے کوئی حدیث میرے کان تک ایسی نہیں پہنچتی جس کا علم مجھے اس محدث سے زائد نہ ہو۔'' (فتاویٰ رضویہ، جلد۱۰، ۲۰۰)

علامہ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں، امام شعبی رضی اللہ عنہ، امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے بڑے استاد تھے۔ آپ کا وصال ۱۰۴ھ یا ۱۰۶ھ میں ہوا۔

حضرت ابو اسحاق سبیعی رضی اللہ عنہ:

آپ حضرت ابن عباس، ابن عمر، ابن زبیر، براء بن عازب، زید بن ارقم اور بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم سے احادیث روایت کرتے ہیں۔ بعض کے بقول اٹھائیس (۲۸) صحابہ کرام سے آپ کو بالمشافہ روایت کا شرف حاصل ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ کے استاد علی بن المدینی رحمہ اللہ کہتے ہیں، میں نے ابو اسحٰق رضی اللہ عنہ کے شیوخ شمار کئے تو تین سو (۳۰۰) شمار ہوئے جن میں اسی (۸۰) صحابہ کرام شامل ہیں۔ آپ کا وصال ۱۲۹ھ میں ہوا۔

امام شعبہ بن الحجاج رضی اللہ عنہ:

علمِ حدیث میں آپ کا لقب ''امیر المؤمنین فی الحدیث'' ہے۔ آپ کو دو ہزار حدیثیں یاد تھیں۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے: ''اگر امام شعبہ نہ ہوتے تو عراق میں کوئی حدیث کا پہچاننے والا نہ ہوتا۔''

آپ کو اپنے شاگردِ رشید امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے بڑی محبت تھی۔ آپ ان کی بڑی تعریف کیا کرتے۔ ایک بار ان کے ذکر پر فرمایا: ''جس طرح مجھے یقین ہے کہ آفتاب روشن ہے اسی طرح مجھے یقین ہے کہ علم اور ابو حنیفہ ساتھی اور ہم نشین ہیں۔''

امام بخاری رحمہ اللہ کے استاد یحییٰ بن معین رحمہ اللہ سے امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے متعلق دریافت کیا گیا تو فرمایا:

> ''امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے ثقہ ہونے کیلئے یہ بات کافی ہے کہ انہیں امام شعبہ رحمہ اللہ نے حدیث و روایت کی اجازت دی ہے اور شعبہ آخر شعبہ ہی ہیں۔''

☆ جلبِ مصلحت کی نسبت مفاسد کو دور کرنا زیادہ بہتر ہے ☆

عراق میں یہ پہلے محدث ہیں جنہوں نے جرح وتعدیل کے مراتب مقرر کئے۔ ۱۶۰ھ میں آپ کا وصال ہوا۔

حضرت عطاء بن ابی رباح رضی اللہ عنہ:

آپ نہایت مشہور تابعی ہیں۔ مکہ مکرمہ میں سب سے وسیع حلقۂ درس آپ ہی کا تھا۔ آپ کا ارشاد ہے کہ میں نے دوسو صحابہ کرام کی زیارت کی ہے۔ علم حدیث میں آپ کو ابن عباس، ابوہریرہ، ابوسعید خدری اور دیگر کئی صحابہ رضی اللہ عنہم کی شاگردی کا شرف حاصل ہوا۔ مجتہدین صحابہ نے آپ کے علم وفضل کی تعریف کی۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے تھے کہ عطاء بن ابی رباح رضی اللہ عنہ کے ہوتے ہوئے لوگ میرے پاس کیوں آتے ہیں۔

امام اوزاعی، امام زہری وغیرہ آپ ہی کے شاگرد ہیں۔ امام اعظم رضی اللہ عنہ جب بھی مکہ مکرمہ جاتے، ان کے درس میں ضرور شریک ہوتے۔ امام اعظم رضی اللہ عنہ کی ذہانت کی وجہ سے آپ دوسروں کو ہٹا کر امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو سب سے آگے اپنے پہلو میں جگہ دیتے۔ ۱۱۵ھ میں آپ کا وصال ہوا۔

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ:

آپ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے غلام اور شاگرد تھے۔ ان کے علاوہ آپ حضرت علی، ابو ہریرہ، ابن عمر اور دوسرے کئی صحابہ رضی اللہ عنہم سے احادیث روایت کرتے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے آپ کی تعلیم وتربیت کر کے اپنی حیات میں ہی آپ کو اجتہاد اور فتویٰ کی اجازت دی۔ تقریباً ستر (۷۰) مشہور تابعین تفسیر وحدیث میں آپ کے شاگرد ہیں۔

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا، دنیا میں آپ سے بڑا بھی کوئی عالم ہے؟ فرمایا: ہاں! عکرمہ رحمہ اللہ۔ امام شعبی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے، قرآن جاننے والا عکرمہ رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر میں نے نہیں دیکھا۔ ۱۰۷ھ میں آپ کا وصال ہوا۔

حضرت سلمہ بن کہیل رضی اللہ عنہ:

آپ مشہور محدث اور تابعی ہیں۔ حضرت جندب بن عبداللہ، عبداللہ بن ابی اوفٰی،

ابوالطفیل اور بہت سے دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم سے حدیثیں روایت کیں۔ سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ فرماتے تھے، ''سلمہ بن کہیل رضی اللہ عنہ ارکان میں سے ایک رکن ہیں۔''

ابن سعد نے انہیں ''کثیر الحدیث'' تحریر کیا ہے۔ ابن مہدی کا قول ہے کہ ''کوفہ میں چار لوگ سب سے زیادہ صحیح الروایت تھے۔ منصور بن معتمر، عمرو بن مرہ، ابوحصین اور سلمہ بن کہیل'' رضی اللہ عنہم۔

حضرت محارب بن وثار رضی اللہ عنہ:

آپ حضرت جابر، عبداللہ بن عمر اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم سے احادیث روایت کرتے ہیں۔ امام احمد، ابن معین، ابوزرعہ، دارقطنی، ابوحاتم اور امام نسائی وغیرہ نے آپ کو ثقہ تسلیم کیا ہے۔ علامہ ذہبی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ محارب عموماً حجت ہیں۔

آپ نہایت متقی پرہیز گار تھے۔ حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے تھے، میں نے محارب بن وثار رحمہ اللہ سے زیادہ عابد و زاہد کوئی نہ دیکھا۔ آپ کوفہ میں منصب قضا پر مامور تھے۔ ۱۱۶ھ میں آپ کا دصال ہوا۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ:

آپ عظیم محدث اور مشہور تابعی ہیں۔ آپ بے پناہ قوتِ حافظہ کے مالک تھے اس لئے احادیث من وعن سنانے میں شہرت رکھتے تھے۔ حضرت انس، حضرت ابوالطفیل اور دیگر کئی صحابہ رضی اللہ عنہم سے حدیثیں روایت کیں۔

آپ فرماتے تھے: ''جو بات میرے کان میں پڑتی ہے اسے میرا دل محفوظ کر لیتا ہے۔'' امام اعظم رضی اللہ عنہ نے ان سے بھی اکتسابِ علم کیا۔ ۱۰۷ھ میں وصال ہوا۔

حضرت سماک بن حرب رضی اللہ عنہ:

آپ جلیل القدر تابعی اور محدث ہیں اور حدیث میں امام اعظم رضی اللہ عنہ کے استاد ہیں۔ آپ خود فرماتے ہیں کہ ''مجھے اسی (۸۰) صحابہ کرام کی زیارت کا شرف حاصل ہے۔'' آپ سے دوسو (۲۰۰) حدیثیں مروی ہیں۔

حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہ ان کے بارے میں کہتے ہیں کہ ''سماک بن حرب رضی اللہ عنہ نے کبھی حدیث میں غلطی نہیں کی۔'' آپ جابر بن سمرہ، نعمان بن بشیر اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ ۱۲۳ھ میں وصال ہوا۔

حضرت ہشام بن عروہ رضی اللہ عنہ:

آپ معروف محدث اور تابعی ہیں، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے پوتے ہیں۔ آپ نے بہت سے صحابہ سے حدیثیں روایت کیں۔ ابن سعد نے لکھا ہے کہ ہشام بن عروہ رضی اللہ عنہ، ثقہ اور کثیر الحدیث تھے۔

محدث ابو حاتم رحمہ اللہ نے آپ کو امام الحدیث قرار دیا۔ بڑے بڑے ائمہ حدیث مثلاً امام مالک، امام ابوحنیفہ، سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ وغیرہ رضی اللہ عنہم آپ کے شاگرد تھے۔

حضرت سلیمان بن مہران رضی اللہ عنہ:

آپ امام اعمش کے نام سے مشہور ہیں۔ صحابہ کرام میں سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کی زیارت کا شرف حاصل تھا۔ آپ عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کرتے ہیں۔

حضرت امام اعظم، سفیان ثوری، شعبہ بن الحجاج، سفیان بن عیینہ، عبداللہ بن مبارک، فضیل بن عیاض وغیرہ رضی اللہ عنہم آپ کے شاگردوں میں سے ہیں۔ آپ نے عمر بھر کسی امیر یا بادشاہ کا نذرانہ قبول نہ کیا۔ ۱۴۸ھ میں آپ کا وصال ہوا۔

حضرت عون بن عبداللہ رضی اللہ عنہ:

آپ بھی مشہور تابعی اور عظیم محدث ہیں۔ آپ کے والد عبداللہ رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بھتیجے ہیں۔ آپ حدیث میں ثقہ مانے جاتے ہیں۔ زہد وتقویٰ کا پیکر تھے، آپ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے حدیثیں روایت کرتے ہیں۔

حضرت سلیمان بن یسار رضی اللہ عنہ:

آپ ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ ہیں۔ مدینہ منورہ کے مشہور

☆ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا سنِ ولادت ۸۰ ہجری اور سن وفات ۱۵۰ ہجری ہے ☆

سات فقہاء میں علم وفضل کے اعتبار سے ان کا دوسرا نمبر تھا۔ آپ تابعین کرام کی جماعت میں نہایت عابد وزاہد اور کامل فقیہ سمجھے جاتے تھے۔ ۱۰۷ھ میں آپ کا وصال ہوا۔

حضرت سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ:

آپ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بیٹے ہیں اور مدینہ منورہ کے نامور فقہاء میں سے ہیں۔ آپ نے اپنے والد گرامی اور حضرت ابو ہریرہ وابو رافع وغیرہ رضی اللہ عنہم سے دینی علم حاصل کیا۔ تابعین کی جماعت میں علم وفضل کے لحاظ سے نمایاں مقام رکھتے ہیں۔ امام مالک رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ آپ اپنے زمانے کے صلحاء وعابدین میں بے مثال اور زہد وتقویٰ اور علم وفضل میں بے نظیر تھے۔ ۱۰۶ھ میں وصال ہوا۔

امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے ان دونوں فقہائے مدینہ سے اکتسابِ علم کیا اور ان سے حدیثیں روایت کیں۔

فقہ حنفی کا سلسلہ:

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ جب پہلی بار عباسی خلیفہ منصور کے دربار میں آئے تو مشہور عابد وزاہد عیسیٰ بن موسیٰ رحمہ اللہ نے خلیفہ سے کہا، یہ دنیا کے سب سے بڑے عالم ہیں۔

خلیفہ نے پوچھا، آپ نے کس سے علم حاصل کیا؟

آپ نے فرمایا:

> ''میں نے حضرت عمر کے ساتھیوں سے اور انہوں نے سیدنا عمر سے، اور میں نے حضرت علی کے ساتھیوں سے اور انہوں نے سیدنا علی سے، نیز میں نے حضرت عبداللہ ابن مسعود کے اصحاب سے اور انہوں نے سیدنا ابن مسعود سے۔'' (رضی اللہ عنہم اجمعی) خلیفہ نے کہا، علم تو بہت پختہ حاصل کیا ہے۔
> (الخیرات الحسان: ۱۸)
>
> مشہور فقیہ ومحدث امام مسروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، ''میں نے صحابہ کرام کی صحبت سے فیض پایا ہے۔ میں نے دیکھا کہ سب صحابہ کرام کا علم سمٹ

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے کہ: امام مالک اور سفیان بن عیینہ نہ ہوتے تو حجاز سے علم رخصت ہو جاتا

کران چھ اکابر صحابہ کی طرف لوٹتا ہے۔ حضرت عمر، حضرت علی، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت معاذ بن جبل، حضرت ابوالدرداء اور حضرت زید بن ثابت۔ پھر میں نے ان چھ حضرات سے اکتسابِ فیض کیا تو دیکھا کہ ان سب کا علم حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن مسعود کے علم پر ختم ہو گیا۔'' رضی اللہ عنہم اجمعین (طبقاتِ ابن سعد، ج ۲: ۲۵، تذکرۃ الحفاظ، ج ۱: ۲۴)

گویا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو صحابہ کرام کے علم کا خزینہ دار اور محافظ کہا جا سکتا ہے۔ امام شعبی رضی اللہ عنہ جو کوفے کے عظیم محدث و فقیہ اور امام اعظم رضی اللہ عنہ کے استاد ہیں، فرماتے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کے بعد کوفہ میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہی دین کے فقہاء تھے۔ (تاریخ بغداد، ج ۱۲: ۲۹۹)

آپ کے خاص شاگردوں میں حضرت علقمہ، حضرت اسود، قاضی شریح، امام مسروق اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہم زیادہ مشہور ہوئے۔

پس فقہ حنفی کا سلسلہ یہ ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ نے امام حماد سے، انہوں نے حضرت ابراہیم نخعی سے، انہوں نے علقمہ و اسود سے، انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے علم حاصل کیا۔

اب ہم اس سلسلے کے جلیل القدر ائمہ کرام کے بارے میں مختصر گفتگو کرتے ہیں۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ:

آپ اسلام قبول کرنے والے چھٹے شخص ہیں۔ بارگاہِ نبوی میں آپ کے خصوصی مقام کا اندازہ اس بات سے کیا جا سکتا ہے کہ آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے یہ فرمایا: ''تمہیں اجازت طلب کرنے کی ضرورت نہیں، پردہ اُٹھا کر اندر آ جاؤ اور ہماری خاص باتیں سنو جب تک کہ میں تم کو روکوں۔''

آپ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص خادم اور راز دار صحابی تھے۔ آپ صحابہ کرام میں ''صاحب النعلین والسواک والسواد'' کے لقب سے مشہور تھے۔ آپ کے ذمہ یہ خدمتیں تھیں مثلاً آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعلین پاک اُٹھانا، مسواک ساتھ رکھنا، آپ کے آگے چلنا، وضو کے لئے

علم و فن میں حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی ثانی نہیں (محدث ابوزرعہ)

پانی فراہم کرنا، سفر میں بستر مبارک اُٹھانا، خواب سے بیدار کرنا۔ (سوانح بے بہائے امام اعظم: ۱۰۴)

حضرت ابو وائل بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے حلقوں میں بیٹھا ہوں، میں نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی بات سے انکار کرتے کسی کو نہیں دیکھا اور نہ ہی کسی صحابی نے آپ کا رد کیا۔ (ایضاً: ۱۰۷)

صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک مجمع میں دعویٰ کیا کہ ''تمام صحابہ جانتے ہیں کہ میں قرآن کا سب سے زیادہ عالم ہوں۔'' آپ کے اس دعویٰ کا کسی صحابی نے انکار نہیں کیا۔

جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کا مسئلہ درپیش ہوا تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم اپنے دینوی امور کیلئے اس ہستی کو پسند کرتے ہیں جس کو ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے دینی کام کے لئے پسند کیا۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنی ظاہری حیات مبارکہ میں نماز پڑھانے کے لئے مقرر کیا تھا (اس لئے وہی ہمارے خلیفہ ہوں گے)۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی اس دلیل کو صحابہ نے تسلیم کیا۔

علامہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال ظاہری کے بعد حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد پہلا اجتہاد تھا۔ (ایضاً: ۱۰۶)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی فضیلت یوں بیان فرمائی کہ ''تم ابن مسعود کے حکم کو مضبوط پکڑے رہو۔'' (ترمذی) ایک اور حدیث پاک میں آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار صحابہ سے قرآن سیکھنے کا حکم فرمایا: ان میں سب سے پہلے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا نام لیا۔ (مشکوٰۃ)

یہ وہی ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں جن کے متعلق امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے: ''یہ ایک تھیلا ہیں علم سے بھرا ہوا۔'' اور نہایت یہ کہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں نے اپنی امت کے لئے وہ پسند فرمالیا جو کچھ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس کے لئے پسند کریں۔'' (فتاویٰ رضویہ، ج ۵: ۳۱۱ بحوالہ مستدرک للحاکم)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا، ایسے شخص کے بارے میں بتائیے جو صورت و سیرت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب تر ہو تا کہ ہم اس سے کچھ سیکھیں۔ فرمایا: میں کسی ایسے

☆☆☆ میں نے امام شافعی سے زیادہ کسی کو عقل والا نہیں پایا (ابوعبید) ☆☆☆

شخص کو نہیں جانتا جو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے زیادہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب ہو۔
(بخاری کتاب المناقب، باب عبداللہ بن مسعود)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے: ''ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے قرآن پڑھ کر جو اس میں حلال تھا اس کو حلال کیا اور جو حرام تھا اس کو حرام کیا۔ وہ دین کے فقیہ ہیں اور سنت کے عالم۔'' امام شعبی رحمہ اللہ کا قول ہے: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے ہمارے استاد ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر کوئی فقیہ نہ تھا۔'' (امام ابوحنیفہ اور ان کے ناقدین: ٦٦)

خلاصہ یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ علومِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرجع اخیر اور فقہ کے مرجع کل ہیں اور آپ پہلے صحابی ہیں جو باقاعدہ طور پر فقہ کی تعلیم دیتے تھے۔ آپ سے کثیر صحابہ اور تابعین احادیث روایت کرتے ہیں جن میں ابن عباس، ابن عمر اور ابن زبیر رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔ آپ ۲۰ھ تا ۳۰ھ کوفہ میں مقیم رہے۔ ۳۲ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمہ اللہ، محدث علی قاری رحمہ اللہ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ ہمارے ائمہ کے نزدیک سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ خلفاء اربعہ کے بعد سب سے زیادہ فقیہ ہیں۔ اسی لئے ہمارے امام اعظم ان کی روایت وقول کو خلفائے اربعہ کے بعد سب صحابہ کے قول پر ترجیح دیتے ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۵: ۳۱۲، بحوالہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ)

حضرت علقمہ بن قیس نخعی رضی اللہ عنہ:

آپ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے خاص شاگردوں میں سے تھے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے، ''علقمہ کا علم میرے علم سے کم نہیں ہے۔''

امام یافعی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ کا علم وفضل اس قدر تھا کہ ان سے صحابہ کرام بھی فتوے لیا کرتے تھے۔

حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ اور آپ کے صاحبزادے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے آئینے کہلائے۔ یہ دونوں حضرات کامل طور پر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے احوال سے متصف تھے۔ حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ کا وصال ۶۲ھ میں ہوا۔ آپ کے وصال کی

خبر سن کر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ''آج علم کا سرپرست فوت ہوگیا۔'' (سوانح بے بہائے امام اعظم :۱۰۲)

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام حماد رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سنا کہ جب میں ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ کو دیکھتا تو ان کی سیرت و عادات دیکھنے والا ہر کوئی یہ کہتا کہ ان کی خصلت و سیرت عین حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ کی عادات وسیرت ہے اور جو علقمہ رضی اللہ عنہ کو دیکھتا وہ کہتا، ان کی عادات وسیرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی عادات وسیرت ہے اور جو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی عادات وسیرت دیکھتا تو وہ یہ کہتا، یہ تو بعینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادات وسیرت ہے۔ (مسند امام اعظم :۳۱۰)

خوش نصیبی دیکھئے کہ یہ خود تابعی وفقیہ ومحدث، ان کے دو بھتیجے اسود اور عبدالرحمٰن بلند پایہ تابعی فقیہ ومحدث، اور ایک نواسہ ابراہیم نخعی تابعی فقیہ ومحدث۔ یعنی ایک گھر میں چار تابعی اور عالی قدر محدث وفقیہ۔ سبحان اللہ! آپ کا وصال ۶۲ھ یا ۷۴ھ میں ہوا۔

حضرت اسود بن یزید نخعی رضی اللہ عنہ:

آپ حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ کے بھتیجے اور حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے خاص شاگردوں میں سے ہیں۔ آپ صاحب علم وفضل اور متقی و پرہیز گار تھے۔ آپ کثرت سے نوافل پڑھتے اور سارا سال روزے رکھتے۔ آپ نے اسّی حج اور عمرے کئے۔ کوفہ میں آپ کی عبادات وکرامات اس قدر مشہور ہوئیں کہ لوگ آپ کو ''اسود جنتی'' کہہ کر پکارا کرتے تھے۔ ۷۵ھ میں آپ کا وصال ہوا۔

جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں خشک سالی ہوئی تو انہوں نے حضرت اسود بن یزید رضی اللہ عنہ کا بازو پکڑ کر کہا، الٰہی! ہم اپنے میں سب سے اچھے افضل شخص اسود بن یزید رضی اللہ عنہ کے وسیلے سے تجھ سے بارش مانگتے ہیں اور پھر آپ سے بھی دعا کا کہا۔ چنانچہ آپ نے بھی ہاتھ اُٹھا کر دعا کی تو اسی وقت بارش ہوگئی۔

جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو رونے لگے۔ کسی نے وجہ پوچھی تو فرمایا: مجھ سے زیادہ رونے کا حقدار اور کون ہے؟ خدا کی قسم! اگر اللہ تعالیٰ اپنے لطف وکرم سے مجھے بخش دے تو بھی

ایک عابد پر عالم کی فضیلت ایسی ہے جیسے کہ چاند کی فضیلت دوسرے تمام ستاروں پر (سنن ابوداود و ترمذی)

مجھے اپنے مولیٰ سے شرمندگی رہے گی۔ دیکھو کوئی شخص معمولی خطاء کرتا ہے اور جس کی خطاء کی ہو وہ اس کو معاف بھی کر دیتا ہے پھر بھی وہ ہمیشہ اس شخص سے شرمندہ رہتا ہے۔

امام اعظم رضی اللہ عنہ سے کسی نے دریافت کیا کہ حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ اور حضرت اسود رضی اللہ عنہ میں سے افضل کون ہے؟ آپ نے فرمایا: ''خدا کی قسم! میری کیا بساط ہے جو دونوں کا موازنہ کروں، میرا کام یہ ہے کہ ان کے لئے دعا کروں۔'' (اوالیاء رجال الحدیث: ۳۷، سوانح بے بہائے امام اعظم: ۱۰۳)

امام ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ:

حضرت ابراہیم بن یزید نخعی رضی اللہ عنہ عراق کے نامور فقیہ اور علم الحدیث کے امام ہیں۔ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور دیگر کئی صحابہ کرام کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ آپ اکثر صحابہ کرام سے بطریق ارسال اور تابعین میں سے حضرت علقمہ، حضرت مسروق اور حضرت اسود رضی اللہ عنہم سے احادیث روایت کرتے ہیں۔

حضرت علقمہ بن قیس آپ کے ماموں جبکہ حضرت اسود بن یزید آپ کے ماموں زاد بھائی تھے اور یہ دونوں حضرات ابن مسعود کے خصوصی اصحاب میں سے تھے۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔ آپ کا لقب ''صیر فی الحدیث'' تھا یعنی کھری کھوٹی احادیث کا پرکھنے والا۔ امام اعمش رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ ''محدثین تو بہت ہیں مگر حدیث کو پرکھنے والا ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ کے سوا کوئی نہیں۔'' آپ کا وصال ۹۵ھ یا ۹۶ھ میں ہوا۔

جب آپ کا وصال ہوا تو امام شعبی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حدیث وفقہ کا سب سے بڑا عالم دنیا سے چلا گیا۔ کسی نے کہا: کیا وہ حسن بصری رضی اللہ عنہ سے بھی زیادہ عالم تھے؟ فرمایا: صرف حسن بصری رضی اللہ عنہ سے زیادہ نہیں بلکہ وہ پورے عراق وشام وحجاز میں سب سے بڑے فقیہ تھے۔ (اولیاء رجال الحدیث: ۴۰، سوانح امام اعظم: ۱۰۰)

امام حماد بن ابی سلیمان رضی اللہ عنہ:

آپ کوفے کے عظیم فقیہ، جلیل القدر محدث اور اپنے وقت کے سب سے بڑے عالم

☆ میں نے امام محمد سے بڑھ کر کوئی فصیح نہیں دیکھا (امام محمد بن ادریس شافعی) ☆

تھے۔ صحابہ کرام میں سے حضرت انس رضی اللہ عنہ اور تابعین میں سے ابراہیم نخعی، سعید بن میسب، سعید بن جبیر، زید بن وہب، ابو وائل اور امام شعبی وغیرہ رضی اللہ عنہم جیسے فقہاء ومحدثین کے مایہ ناز شاگرد ہیں۔ خصوصاً حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ کے تمام علوم کے وارث اور جانشین ہیں۔

امام مسلم اور اصحابِ سنن نے آپ کی مرویات لکھی ہیں۔ حدیث شریف روایت کرتے وقت آپ پر حال طاری ہو جاتا، بعض اوقات آپ پر بے خودی کا غلبہ ہو جاتا۔ امام یحییٰ بن معین، امام نسائی، امام بخاری اور ابن حبان وغیرہ بڑے بڑے نقادِ حدیث اماموں نے آپ کو کثیر الحدیث، ثقہ اور فقیہ تحریر کیا ہے۔

آپ کے شاگردوں میں امام ابو حنیفہ، امام اعمش، سفیان ثوری، امام شعبہ، امام عاصم احوال وغیرہ رضی اللہ عنہم جیسے جلیل القدر ائمہ فقہ وحدیث ہیں ۱۲۰ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ (اولیاء رجال الحدیث: ۹۷)

صفحہ نمبر ۴ کا بقیہ حصہ

شریف نے کی ہے اور پھر بھیرہ شریف نے جو اس میں چار چاند لگائے ہیں، اسی نمط پر اس درگاہ و خانقاہ سے بھی ایک سلسلہ قیل وقال جاری ہوا ہے۔ اللھم زد فزد۔

مندرجہ بالا کتب کے اقتباسات انشاء اللہ مجلّہ فقہ اسلامی کی زینت بنتے رہیں گے۔ اور ان کا تفصیلی تعارف بھی اپنے اپنے موقع پر ہوگا سر دست صرف وصولی کی رسید اور شکریہ ادا کرنا مقصود ہے۔

بصیر پور ضلع اوکاڑا سے جناب صاجزادہ مفتی محمد محب اللہ نوری صاحب دامت برکاتہم نے ہمیں جناب عبدالحق انصاری صاحب کی تصنیف " مفتی اعظم مصر علامہ سید احمد طحطاوی حنفی علیہ الرحمہ "ارسال کی ہے ۶۴ صفحات کی یہ کتاب ایک خوبصورت تعارفی کتاب ہے۔ جس سے علامہ طحطاوی کے احوال وآثار کا پتہ چلتا ہے۔ کتاب فقیہ اعظم پبلی کیشنز دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور ضلع اوکاڑا کے علاوہ لاہور کے معروف دینی مکتبات سے حاصل کی جاسکتی ہے۔

جناب اطہر محمد اشرف صاحب ہومیو پیتھک کے ایک اچھے معالج ہیں، انہوں نے قرآن مجید کا مختصر اشاریہ کے نام سے ایک کتاب مرتب کی ہے جس میں روزمرہ معاملات اور آخرت کے حوالہ سے قرآنی آیات کا انڈیکس پیش کیا ہے۔ اور اس کا ایک نسخہ تحفہ میں ہمیں عنایت کیا ہے۔

اللہ رب العزت مرسلین کو ان عمدہ واعلیٰ تحفوں کے ارسال وعطا فرمانے پر اجر جزیل عطا فرمائے۔ (آمین)